جاہلیت عربی کا مطالعہ کرتے وقت جب ہم عنترہ عبسی کے کلام کو پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنا سخت کوش، تند خو اور جنگجو یانہ طبیعت کا مالک تھا لیکن جب وادی محبت میں قدم رکھتا ہے تو فراق محبوبہ میں رلا جاتا ہے چنانچہ کہتا ہے۔

اقاتل کل جبار عنید ◦ و تقتلنی الفراق بلا قتال

یعنی میں ہر سرکش و سخت ظالم آدمی سے برسر پیکار ہوجاتا ہوں لیکن فراق مجھے بغیر لڑائی کے مارے ڈالتا ہے۔

مزید کہتا ہے۔

علقتها عرضا واقتل قومها ◦ زعما لعمر ابیك لیس بمزعم

یعنی میں کسی قصد و ارادہ کے اس کی محبت میں پھنس گیا اور میں اس کی قوم کو مارتا ہوں اس خیال سے کہ میرے نزدیک آجائے اور میرا وصال ہوجائے اور مجھے تیرے باپ کی عمر کی قسم مجھے اس کی امید نہیں ہے۔

محبوبہ کی توصیف کرتا ہے۔

اذ تستبیك بذی غروب واضح ◦ عذب مقبله لذیذ المطعم

اس وقت کو یاد کرو جب عبلہ دانت دکھا کر محبت کا بندی بنا رہی تھی اور وہ تیز دانت اور چمکیلے صاف تھے جن کا چومنا نہایت ہی میٹھا اور لعاب دہن نہایت لطیف و لذیذ تھا۔

وکانما نظرت بعینی شادن ◦ رشا من الغزلان لیس بتوأم

یعنی تجھکو عبلہ نوجوان ہرنوں کی طرح اپنی آنکھوں سے تکتی ہے۔ اور وہ اکلوتی ہونے کی وجہ سے قوی اور مضبوط ہے۔

وکان فارۃ تاجر بقسیمۃ ◦ سبقت عوارضها الیك من الفم

محبوبہ کے منھ کی بو گویا کہ اس کے پاس تاجر عطر کا نافہ مشک ہے جس کی بو اور مہک

اس کے دانتوں کے کھلنے سے پہلے اس کے منہ سے تجھ کو پہنچتی ہے۔

اوعقار من الاذرعات معتقا مما تعتقه ملوك الاعاجم

یا شہر اذرعات کی پرانی کی ہوئی شراب اپ شرابوں سے جنہیں عجمی بادشاہوں نے پرانا کیا تھا، یا اس کی خوشبو تیرے منہ میں پہونچتی ہے۔

۔ ختم شد ۔

گذارش

جوابی امور وخط وکتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنا خریداری نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں، خریداری نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم جس نام سے آپ کا رسالہ جاری ہے، اس کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ چیک سے رقم نہ روانہ کریں صرف ڈرافٹ سے روانہ کریں۔

اور اس نام سے بنائیں "برہان دہلی" "BURHAN DELHI"

پتہ :۔ دفتر برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

آج کا ایرانی ادب

(۱)

تحریر:- ڈاکٹر محمد استعلامی، (کناڈا)
ترجمہ و تہذیب:- رئیس احمد نعمانی، (علی گڑھ)

جن تخلیقات کو ہم "آج کی ایرانی ادبیات" کے نام سے یاد کرتے ہیں، وہ مختلف قسم کی نگارشات اور منظومات ہیں جو ایران کے اندر گزشتہ اسّی، نوّے سال میں ہونے والی فکری تہذیبی اور سیاسی تبدیلیوں کے زیر اثر وجود میں آئی ہیں۔ اور ان کے وجود میں آنے کے مواقع، یعنی وہی فکری اور تہذیبی انقلابات، ڈیڑھ پونے دو سو سال پہلے سے آہستہ آہستہ فراہم ہوسکے ہیں۔

تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں یورپ حیرت انگیز طور پر فکری اور صنعتی ترقی کر رہا تھا اور معاشرتی معاملات کا غلغلہ اس کے ہر گوشے سے بلند ہو رہا تھا۔

فرانس میں ۱۷۸۹ء تا ۱۷۹۲ء کا عظیم انقلاب بار آور ہو رہا تھا۔ اور دوسرے بڑے ملکوں میں استبداد کے محلوں کی عمارت کے نیچے باسٹیلوں کی دیواریں لرز رہی تھیں۔ ان ترقیات کے زمانے میں ہی دوسرے ملکوں

کے لوگ جو کچھ یورپ میں ہو رہا تھا، کم و بیش اس سے باخبر ہو رہے تھے،
ایران میں بھی یہ غلغلے ان سُنے نہ رہے اور تیرھویں صدی ہجری کے آخر ...
۱۲۹۰ھ میں ناصر الدین شاہ کا چہار سیر فرنگ کی آرزو میں روس کے راستے
سے ایک طویل سفر پر روانہ ہوا، ۱۲۹۵ھ اور پھر ۱۳۰۶ھ میں وہ دوسری
اور تیسری مرتبہ یورپ گیا، اس کے ان سفروں کا اگرچہ کوئی واضح مقصد
نہ تھا لیکن بادشاہ اور ایران کے دوسرے ذمہ داروں کو یہ سمجھا سکتے تھے
کہ: تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا۔
ناصر الدین شاہ سے پہلے اس کے دادا شہزادہ عباس مرزا نے معلوم
کرلیا تھا کہ مغرب میں کچھ بیداری ہے، اور اس کا پیشکار عیسیٰ قائم مقام اور
اس کا بیٹا ابوالقاسم قائم مقام سمجھتے تھے کہ ایران کو ایک تہذیبی،
علمی اور فوجی انقلاب کی طرف قدم بڑھانا چاہیئے، عباس مرزا نے جو
۱۲۱۲ھ سے ایران کا ولیعہد اور آذربائیجان کا حاکم تھا، ایسے انقلاب
کی راہ میں ہوشیاری سے قدم اٹھایا، اور باغیوں کی سرکوبی، ایک منظم فوج
تیار کرنے، چھاپہ خانے کے کام کو رواج دینے، ہتھیار بنانے اور کپڑا بننے
کے کارخانے قائم کرنے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایرانی طلبہ کو یورپ بھیجنے
کے اہتمام میں کوئی کمی نہیں کی۔ اور اس کے باوجود کہ ۱۲۴۹ھ میں وہ خراسان
کے اندر اپنے باپ فتح علی شاہ کی لاپروائیوں کے نتیجے میں، ناامیدی کی
حالت میں مرگیا۔ اس کی کوششیں کم و بیش نتیجہ خیز ثابت ہوئیں، ان کوششوں
کے زمانے میں یورپی ملکوں کے فوجی اور سیاسی نمائندوں کی آمد و رفت بھی،
جو کچھ یورپ میں ہو رہا تھا، اس سے ایران کے لوگوں کی واقفیت کو بڑھا رہی
تھی اور قاچاری شاہزادوں اور وزیروں میں سے چند لوگ کانداری

کے ساتھ ایرانی قوم کی تقدیر پر غور کر رہے تھے اور حالات کی اصلاح کے لئے نئے طریقے کی تلاش میں تھے۔ محمد شاہ کے ذی علم اور صاحب فہم وزیر ابوالقاسم قائم مقام نے اپنی وزارت کے مختصر دور اور اپنے بادشاہ کے احسان فراموش ہونے کے باوجود یہ کوشش کی کہ بادشاہ کے دربار میں چاپلوسی اور چرب زبانی کی بجائے پختگی اور سنجیدہ کام انجام دے اور خوشامدی مکار چہروں کو بادشاہ کے آس پاس سے ہٹا دے۔ اور اگرچہ اس کو اس کام میں اپنی جان کی بازی لگانی پڑی، لیکن اس کی کوشش بے نتیجہ نہیں رہی۔

امیر کبیر جو آذربائیجان میں اپنے تقرر کے دوران دو بار روس گیا تھا، اس نے بھی اپنی صدارت کے برسوں میں ناصرالدین شاہ کو کچھ اصلاحات کے لئے آمادہ کیا، اور خود اس نے ملک کے مالی، فوجی اور دفتری نظام میں بہت تبدیلی پیدا کی، اور ایران کی معاشرتی بیداری کے لئے سب سے مضبوط بنیاد فراہم کی یعنی دارالفنون، قائم کیا، اور ایسے ایسے کام کئے جو عوام کو دھوکا دینے والے ملاؤں، ظالم حاکموں اور حاسدوں کو بہت ناگوار تھے، اور یہ تعجب کی بات نہ تھی اگر اس بگڑی ہوئی اکثریت نے مہد علیا (ناصرالدین شاہ کی ماں) کی سفارش سے اس کی معزولی اور قتل کے اسباب پیدا کر دیئے اور کسی نے جوان اور مغرور بادشاہ کے حکم کی مخالفت نہیں کی، کیونکہ اس جماعت میں سے کوئی امیر کبیر سے ٹیکس اور کمیشن نہیں لے سکا تھا، اور وہ لوگ جو ٹیکس اور کمیشن نہیں چاہتے تھے وہ بھی امیر کبیر سے خوش نہیں تھے، اس لئے کہ وہ ان سے ٹیکس لیتا تھا، اور ان سے کام چاہتا تھا اور وہ اس کا مرضی کے خلاف چلنے سے مجبور تھے۔